اختر راہی

علمائے برصغیر اور مطالعۂ مسیحیت

مولانا شرف الحق دہلوی

برصغیر میں مولانا آل حسن موہانی (م ۱۸۷۰ء) اور مولانا رحمت اللہ کیرانوی (م ۱۸۹۱ء) سے مطالعۂ مسیحیت کی جو روایت قائم ہوئی تھی، اِسے آگے بڑھانے میں مولانا شرف الحق دہلوی کا نام خاصا نمایاں ہے۔ مولانا شرف الحق کے آباء و اجداد دہلی کے رہنے والے تھے۔ اُن کے والد گرامی قاری حافظ جلال الدین دینی کاموں میں بڑی دلچسپی لیتے تھے۔ قرآنِ مجید کی تدریس کے ساتھ مساجد کی تعمیر و مرمت، قبرستانوں کی دیکھ بھال، مسافروں اور دینی طلبہ کی امداد و تعاون اُن کے پسندیدہ مشاغل تھے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں اُن کا دل عوامی جذبات کے ساتھ ساتھ دھڑکتا رہا۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کے ایک مخبر کی اطلاع کے مطابق قاری جلال الدین قلعہ معلیٰ جاتے تھے اور حریت پسندوں کو اسلحہ فراہم کرنے میں حصّہ لیتے تھے[1]۔ اگرچہ اُنہیں جنگِ آزادی کے دوران میں کوئی گزند نہ پہنچی، مگر حالات کے معمول پر آنے کے بعد بھی اُنہیں کافی عرصہ روپوش رہنا پڑا۔ بعد ازاں تجارت کی غرض سے حیدر آباد (دکن) چلے گئے اور وہیں ۱۸۹۱ء میں اُن کا انتقال ہوا۔

ابتدائی تعلیم و تربیت

مولانا شرف الحق ۱۸۶۷ء میں دہلی کے محلہ چوڑیوالان میں پیدا ہوئے۔ اُن کی والدہ محترمہ مولانا رحیم بخش[2] (م ۱۸۶۶ء) سے بیعت تھیں۔ ان ہی مولانا رحیم بخش سے مولانا شرف الحق نے ناظرہ قرآن پڑھا اور ابتدائی نوشت و خواند سیکھی۔ مولانا رحیم بخش کے ملنے والے پنڈت دُرگا پرشاد سے ہندی اور سنسکرت سیکھی۔ ۱۸۷۷ء میں تقریباً دس سال کی عمر میں اینگلو عربک اسکول میں داخل ہوئے اور مڈل کا امتحان پاس کیا۔ بعد ازاں مدرسہ اسلامیہ مسجد فتح پوری کے طالب علم کی حیثیت سے پنجاب یونیورسٹی کے امتحان "منشی فاضل" میں بیٹھے۔

زمانۂ طالب علمی میں پادریوں کی تبشیری اور تعلیمی سرگرمیوں کے ردِ عمل میں مطالعۂ مسیحیت سے دلچسپی پیدا ہوئی۔ مولانا الطاف حسین حالی (م ۱۹۱۴ء) اینگلو عربک اسکول میں اُن کے استادوں میں شامل تھے، وہ اپنے ابتدائی زمانۂ تصنیف و تالیف میں مطالعۂ مسیحیت کے اِس مناظرانہ کوچے سے گزر

چکے تھے [۳]، مگر اُنھوں نے اپنے شاگرد کو پہلے تکمیل تعلیم اور اس کے بعد مناظرانہ شوق کی تسکین کرنے کا مشورہ دیا، چنانچہ مولانا شرف الحق دارالعلوم دیوبند گئے۔ وہاں مولانا محمد یعقوب نانوتوی (م ۱۸۸۴ء)، مولانا محمود حسن (م ۱۹۲۰ء) اور مولانا سیّد احمد سے استفادہ کیا۔ دارالعلوم دیوبند کے طلبہ میں مولانا رشید احمد گنگوہی (م ۱۹۰۵ء) کے دورۂ حدیث کا بڑا شہرہ تھا چنانچہ مولانا شرف الحق بھی دیوبند سے گنگوہ گئے اور صحاح ستہ و مؤطا امام مالک کا درس لے کر سند حدیث حاصل کی۔

مولانا شرف الحق کو زبانوں کی تحصیل سے خصوصی دلچسپی تھی۔ اُنھوں نے مولانا عبدالحکیم افغانی سے پشتو اور مولانا ابوالخیر سے ترکی زبان سیکھی۔ پادریوں سے گفتگو اور مطالعۂ مسیحیت کے سلسلے میں اُنہیں محسوس ہوا کہ عبرانی اور یونانی زبانوں میں درک حاصل کیے بغیر بائبل اور اس کے تراجم کے بارے میں کماحقہ گفتگو نہیں کی جا سکتی، چنانچہ عبرانی اور یونانی کی تحصیل کا اُنہیں اُس وقت موقع ملا جب ایک یہودی عالم، حکیم عبدالمجید دہلوی کے زیرِ علاج تھا۔ یہودی عالم نے اُنہیں عبرانی زبان میں سند بھی دی جو اُن کے کتب خانے میں محفوظ تھی۔

مولانا رحمت اللہ کیرانوی سے استفادہ

۱۸۸۸ء/۱۳۰۵ھ میں مولانا شرف الحق کو پہلی بار بغرضِ حج ارض حرمین جانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اُن دنوں مکّہ معظمہ میں مقیم مولانا رحمت اللہ کیرانوی کی بینائی اگرچہ زیادہ اچھی نہ تھی، تاہم اُن سے علمی استفادہ کیا۔ سفر نامے میں اُنھوں نے مولانا رحمت اللہ کیرانوی سے اپنے تعلق کے بارے میں جا بجا لکھا ہے۔ چند اقتباسات نقل کیے جاتے ہیں جو دلچسپی سے خالی نہیں [۴]۔

> مولانا بصارت زائل ہونے کی وجہ سے ہر کام سے معذور ہیں۔ بعض کتب رد نصاریٰ بھی ہندوستان سے مولانا تک پہنچی تھیں۔ دو کتابیں مولانا محمد علی کانپوری [۵] نے بھی بھیجی تھیں۔ مولانا سلمہ اللہ تعالیٰ کتب و اخبارات سننے کے بہت شائق ہیں، مجھ سے اُن کتب کے بعضے مقامات سُنے تھے۔ مولوی محمد دین صاحب اور شاید حاجی احسان اللہ شریک تھے۔ ازالتہ اللاوہام [۶] شروع کر رکھی تھی وہ بھی [مدرسہ صولتیہ کے] تہ خانہ میں ہوا کرتی تھی۔ --- میں بعض وقت رات کو مدرسہ میں سویا کرتا تھا اور اکثر قبل حج مکان میں۔ دن کا کھانا مولانا صاحب کے ہاں کھاتا تھا اور رات کو مکان میں --- حضرت مولانا صاحب نے ایک نسخہ اظہار الحق عربی اور فرانسیسی مجھے عنایت فرمایا تھا، لیکن عربی کا طبع ثانی ہے جو غلطیوں سے پہلے کی بہ نسبت پُر ہے، لیکن واضح ہے اور کاغذ بھی عمدہ ہے۔ مولانا اس وقت بھی کتب رد نصاریٰ کے مشتاق ہیں۔ اگر اُن کی بصارت پھر آ جائے تو وہ اب بھی ایک جامع کتاب تصنیف فرما دیں۔ اگرچہ کسی عقل کے پورے نے ایک آنکھ کو

اپنی ناواقفی سے بے کار کر دیا۔ رمضان شریف میں آنکھ بنی تھی۔ اگر ہندوستان میں مولانا ہوتے اور عمدہ ڈاکٹر مل جاتا تو نہایت عمدہ آنکھ بنتی۔ اگر اب بھی ہوشیار آدمی ہو تو ایک آنکھ سالم ہے اور عمدہ بن سکتی ہے، اگر مرضی خدا ہو۔

مولانا رحمت اللہ کیرانوی سے "اظہار الحق" کی قراءت شروع کی گئی مگر

اظہار الحق کے شرکاء نے سارا کام بگاڑ دیا اور لغت و اعراب کی تحقیق شروع کر دی اور اصل مطلب یعنی معلوماتِ نصاریٰ ترک کر دیا۔ ان کی عبارتوں اور ناموں کی تحقیق بالکل چھوڑ دی۔ جب شرکاء نے دیکھا کہ اصل مطلب فوت ہوتا ہے، شرکت ترک کر دی۔ مولوی محمد صاحب سورتی[۷] نے اسی وجہ سے آنا چھوڑ دیا۔ عبارت کتب حدیث کے مثل پڑھائی جاتی تھیں اور لغت کی کتابیں سامنے رکھ لی تھیں۔ اسی وجہ سے میری طبیعت بھی برداشتہ ہوئی۔ مولانا موقع کے موافق حالات بھی بیان کرتے جاتے تھے۔ اکثر مقام مباحثہ آگرہ کو خوب بسط سے بیان کرتے تھے اور اپنے جوابات محل و موقع پر بتاتے تھے۔ قیاساً تخمینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چھ سات سبق میری شرکت میں ہوئے ہوں گے۔

مولانا رحمت اللہ کیرانوی نے اُنہیں مطالعہ مسیحیت و مناظرہ کی باقاعدہ اجازت دی۔

سفرِ حج میں مولانا شرف الحق کو حاجی امداد اللہ مہاجر مکّی (م ۱۸۹۹ء) سے استفادہ کا موقع ملا۔ اُن کے درسِ مثنوی معنوی میں شریک ہوئے۔ اُن سے سلاسلِ اربعہ اور بالخصوص سلسلہ چشتیہ صابریہ میں اجازت و خلافت حاصل کی۔ وہیں مولانا محمد انوار اللہ ابن مولوی شجاع الدین نقشبندی[۸] اور مولانا محمد سلیم مکّی سے نقشبندی سلسلے میں اجازت حاصل کی۔ دوسرے سفرِ حج (۱۹۰۴ء) کے بعد مولانا شرف الحق نے ممالک اسلامیہ (ترکی، مصر، شام، لبنان، فلسطین اور عراق) کا سفر کیا اور خانقاہ قادریہ (بغداد) کے سجّادہ نشین محمد صالح مرتضیٰ الجیلانی سے بھی خلافت حاصل کی۔ اسی طرح سلسلۂ شاذلیہ میں اُنہیں اجازتِ بیعت حاصل تھی۔

پادریوں سے مناظرے

مولانا شرف الحق نے زمانے کے رواج کے مطابق دینی سرگرمیوں میں حصّہ لیا۔ برصغیر کے طول و عرض میں تفصیلی دورے کیے۔ جگہ جگہ وعظ و نصیحت کا فریضہ انجام دیا اور اُن شہروں میں جہاں مسیحی مشن اور مدارس کام کر رہے تھے، اُنہیں پادری صاحبان سے تبادلۂ خیال اور مناظرے کرنے کے مواقع ملے۔ یہ مواقع تو اَن گنت تھے مگر اُن کے وہ مناظرے زیادہ معروف ہیں جن کی رودادیں اُردو اور انگریزی میں شائع ہوئی ہیں۔ چند معروف مناظرے یہ ہیں۔

*مناظرہ غازی پور

۸ مارچ ۱۸۸۵ء کو پادری ای - پیٹرک پرنسپل مشن اسکول غازی پوری سے مناظرہ ہوا۔ موضوع گفتگو حضرت محمد رسول اللہ کی نبوت و رسالت کی حقانیت تھا۔

*مناظرہ دہلی

کیمبرج مشن کے پادری جارج الفرڈ لیفرائے (م ۱۹۱۹ء) اور پادری پیلاٹن سے ۲۱ - ۲۳ دسمبر ۱۸۹۱ء کو مسجد فتح پوری میں مناظرہ ہوا۔ بائبل میں تحریف اور اس کے اندرونی اختلافات مباحثے کے موضوعات تھے۔

*مناظراتِ حیدر آباد

۱۸۹۲ء میں پادری ایم - جی گولڈسمتھ کے ساتھ مولانا شرف الحق کو متعدد بار گفتگو کا موقع ملا۔

*مناظرہ پُونہ

۷ فروری ۱۸۹۳ء کو چرچ مشنری سوسائٹی کے پادری جی - اسمال سے پُونہ میں مولانا شرف الحق کا مباحثہ ہوا۔ "مسیح خدا ہے۔ خدا کا بیٹا ہے اور مسیح کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا جس کے آنے کا ذکر مسیح نے کیا ہے" جیسے اُمور پر گفتگو مرکوز رہی۔

تصنیف و تالیف

مولانا شرف الحق دہلوی سے مطالعۂ مسیحیت کے حوالے سے جو کتابیں یادگار ہیں، اُنہیں دو حصّوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ اولاً مناظروں کی رودادیں، ثانیاً مستقل بالذات تحریریں۔ پہلے حصّے میں حسبِ ذیل چار کتابیں ہیں۔

۱۔ مناظرہ غازی پور - اُردو اور انگریزی میں الگ الگ شائع ہوا۔

۲۔ البحث الجلیل باثبات التعارض والنبوۃ والتحریف فی الانجیل المعروف بہ مباحثہ دہلی، دہلی: مطبع انصاری، ۶۴ص۔ مناظرے کی روداد کے آخر میں پادی ٹی - ولیمز کے رسالہ "محمد کی تاریخ کا اجمال" کا جواب "کیفیت مسیح مصلوب" کے نام سے منسلک ہے۔ اس رودادِ مناظرہ کا انگریزی ترجمہ ایس عبدالحی نامی شخص نے کیا ہے جو بنگلور کے مسلمان ملازمین کی جانب سے انگلستان اور امریکہ میں تقسیم کی غرض سے شائع ہوا۔

۳۔ حیدر آباد میں خدمتِ دینی، دہلی: اکمل المطابع، ۳۲ص، اس کتابچہ کا انگریزی ترجمہ بھی ایس عبدالحی نے کیا ہے۔

۴۔ براہین الٰہیہ المعروف بہ مباحثہ پُونہ، دہلی: اکمل المطابع

مولانا اشرف الحق کی دوسری قسم کی کتابیں یہ ہیں۔

۵۔ استیصالِ دینِ عیسوی، الہ آباد: مطبع جلالی (ذوالحجہ ۱۳۰۱ھ)، ۳۸ ص

۶۔ ترجمہ انجیل برنباس

اُردو میں انجیل برنباس کے ایک سے زیادہ تراجم ہوئے ہیں۔ مولانا شرف الحق نے انجیل کے استناد پر مضمون شامل کرتے ہوئے ترجمہ شائع کرایا۔ ترجمے کے صفحہ اوّل پر حسبِ ذیل وضاحت کی گئی ہے۔

> انجیل مقدّس جو مقدّس برنباس جواری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معرفت لکھی گئی، اِس کا ترجمہ انگریزی زبان سے بوساطت بابو جان ہری صاحب عیسائی اُردو زبان میں محمدی خادم الدین نے کیا، اور اب اشاعتِ عام کے لیے مولوی شرف الحق محمدی خادم الدین کے باعانت و حمایت حامیٔ اسلام جانب سیّد کاظم حسین صاحب گرد اور قانونگو تحصیل دہلی و جناب حافظ محمد حبیب اللہ صاحب کوتوال متھرا مطبع انصاری واقع دہلی میں بخوبی تمام طبع ہوئی۔

۷۔ تحفتہ البشیر لاعلاء کلمتہ البصیر المعروف بہ دینی مناظرہ ہمکنڈہ، دہلی (۱۸۹۴ء)

ایک صاحب نے مولانا اشرف الحق سے حسبِ ذیل تین سوالات دریافت کیے تھے۔

—— انسان کو مذہب اسلام اختیار کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

—— انسان کو کون سے عمل سے نجات ملتی ہے؟

—— شنکر اچاری، عیسیٰ علیہ السلام، کنفوشس یعنی چین کے پیغمبر اور دوسرے مذاہب کے راہبروں سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کون سی بات میں ترجیح حاصل ہے؟

اِن سوالوں کے جواب میں یہ کتابچہ معرضِ تالیف میں آیا۔

کتب خانہ

مولانا شرف الحق وسیع المطالعہ بزرگ تھے اور ایک اچھے کتب خانے کے مالک تھے۔ اُن کے صاحبزادے مولانا امداد صابری نے اسی ذخیرے سے استفادہ کرتے ہوئے مسیحی مبشّرین کی جانب سے برصغیر میں ترویجِ مسیحیت کی کوششوں اور علمائے اسلام کی مدافعانہ جدوجہد پر کئی کتابیں مرتّب کی ہیں۔ اُن کے الفاظ میں[۹] "ردِ نصاریٰ میں جتنی کتابیں اُن کے کتب خانہ میں ہیں، وہ کسی ہندوستان کی لائبریری میں نہیں ہیں۔ انجیل شریف کے ترجمے تقریباً پچاس زبانوں میں [ہیں]، جن میں ہندوستان کی مختلف زبانیں بھی شامل ہیں۔" مولانا امداد صابری کی زندگی میں یہ کتب خانہ چوڑیوالان دہلی میں اُن کے گھر میں محفوظ تھا، مگر اب کچھ نہیں کیا جاسکتا کہ کس حال میں ہے۔

وفات

مولانا شرف الحق نے بھرپور علمی و تصنیفی زندگی گزارتے ہوئے ستر سال کی عمر میں ۲۸ جنوری ۱۹۳۶ء کو دہلی میں انتقال کیا۔ اُن کے صاحبزادے مولانا امداد صابری نے تصنیف و تالیف کی آبائی روایت زندہ رکھی۔ اُن کی چھوٹی بڑی کتابیں چالیس کے قریب ہیں۔ ان میں حسبِ ذیل برصغیر میں مطالعہ مسیحیت سے دلچسپی رکھنے والے علماء کی سوانح و خدمات سے متعلق ہیں۔

*آثارِ رحمت [سوانح حیات مولانا رحمت اللہ کیرانوی]

*داستانِ شرف [سوانح حیات مولانا شرف الحق دہلوی]

*فرنگیوں کا جال

حواشی

۱۔ امداد صابری، داستانِ شرف، دہلی: مؤلف (س-ن)، ۶۴ ص، مولانا امداد صابری نے یہ معلومات انڈین نیشنل آرکائیوز میں محفوظ مقدمہ بہادر شاہ ظفر کی فائل سے حاصل کی ہیں۔

۲۔ مولانا رحیم بخش پنجاب کے رہنے والے تھے۔ نہایت پاک طینت اور فرشتہ خصلت بزرگ تھے۔ حاجی دوست محمد قندہاری (م ۱۸۶۸ء) کے خلیفہ تھے اور اپنے مرشد کے حکم پر دہلی تشریف لے گئے۔ وہیں ۱۸۶۶ء میں فوت ہوئے۔

۳۔ مولانا حالی نے اپنے ہم وطن پادری عمادالدین (م ۱۹۰۰ء) کی تالیفات - تحقیق الایمان اور "تاریخ محمدی" - کے جواب لکھے۔ تحقیق الایمان کا جواب اُنہوں نے "تریاقِ مسموم" کے نام سے لکھا تھا جو ۱۸۶۸ء میں ماہنامہ "خیر المواعظ" (دہلی) میں بالاقساط چھپا۔ مولوی محمد اسماعیل پانی پتی کی تحقیق کے مطابق "تریاقِ مسموم" کبھی کتابی صورت میں شائع نہیں ہوئی، البتہ اُن کے پاس اِس کی نقل موجود تھی۔ (محمد اسماعیل پانی پتی، مولانا حالی کی نایاب اور غیر مطبوعہ تصانیف، سہ ماہی صحیفہ، لاہور، شمارہ ۷، بابت دسمبر ۱۹۵۸ء، ص ۶۲)

پادری عمادالدین کی "تاریخِ محمدی" کے جواب کا پورا نام "پادری عمادالدین کی تاریخ محمدی پر رائے منصفانہ" ہے جو ۱۸۷۰ء میں پہلی اور آخری بار شائع ہوئی۔ اسماعیل پانی پتی کے الفاظ میں "اس بے نظیر اور لاجواب کتاب میں مولانا نے بتلایا ہے کہ وہ ملکوتی صفات والا عظیم الشان انسان جس کے متعلق اس بندۂ زر [پادری صاحب] نے ہر ادب و تہذیب کو بالائے طاق رکھ دیا ہے۔ اس کی عظمت و بزرگی یورپ کے محققین و مصنفین کے دلوں میں کس قدر اور کتنی زیادہ ہے۔" (حوالہ مذکورہ، ص ۶۳)

۴۔ مولانا شرف الحق کا کوئی سفرنامۂ حج شائع نہیں ہوسکا۔ مولانا امداد صابری نے "داستانِ شرف" میں پہلے حج کے سفرنامے کا بڑا حصہ نقل کر دیا ہے۔ جملہ اقتباسات "داستانِ شرف" سے لیے گئے ہیں، دیکھیے صفحات ۴۵۳، ۴۵۸

۵۔ مولانا محمد علی مونگیری کے لیے دیکھیے: سید محمد الحسنی، سیرت مولانا محمد علی مونگیری، کراچی: مجلس نشریاتِ اسلام (۱۹۶۳ء)، نیز سید مظفر اقبال، ماہنامہ "عالمِ اسلام اور عیسائیت"، فروری ۱۹۹۵ء، ص ۳۱-۱۷

۶۔ تالیف مولانا رحمت اللہ کیرانوی

۷۔ معروف اہلِ حدیث عالم اور استاد جامعہ ملّیہ علی گڑھ / دہلی، احوال و آثار کے لیے دیکھیے: سیّد سلیمان ندوی، یادِ رفتگاں، کراچی: مکتبۃ الشرق (۱۹۵۵ء)، ص ۲۶۰ - ۲۶۱، پروفیسر محمد سرور، شخصیات، لاہور: ادارہ ادبیاتِ نو (س - ن)، ص ۴۴ - ۴۹

۸۔ مولانا محمد انوار اللہ، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے حوالے سے اُن کے پیر بھائی تھے، مگر نقشبندی سلسلے میں شیخ۔ مولانا محمد انوار اللہ کے احوال و آثار کے لیے دیکھیے: محمد رکن الدین، مطلع الانوار: سیرت محمد انوار اللہ فاروقی فضیلت جنگ، حیدر آباد (دکن): جمعیتہ الطلباے جامعہ نظامیہ (۱۴۰۵ھ)، تمکین کاظمی، حیدر آباد کی چند شخصیتیں، نقوش (شخصیات نمبر ۲)، اکتوبر ۱۹۵۶ء، ص ۱۲۶۲ - ۱۲۶۴، سیّد عبدالحی رائے بریلوی، نزہتہ الخواطر و بہجتہ المسامع والنواظر، جلد ہشتم، کراچی: نور محمد اصح المطابع (س - ن)، ص ۷۸ - ۷۹

۹۔ امداد صابری، داستانِ شرف، حوالہ مذکورہ، ص ۱۵۰ - ۱۵۱